Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل

لاہور (پاکستان)

یوم پنجشنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی ۶ "
ماہوار ۲½ "

فی پرچہ ۱

۱۷ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴ | ۶ شہادت ۱۳۲۹ھش | ۶ر اپریل ۱۹۵۰ء | نمبر ۸۱

اخبار احمدیہ

لاہور ۵ر اپریل۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ آج دن بھر ضعف کی شکایت رہی اور کمزوری کی وجہ سے پسینے آتے رہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

پرنس ہاشم خاں کراچی میں

کراچی ۵ر اپریل۔ افغانستان کے سابق وزیر اعظم پرنس ہاشم خاں ولایت سے کابل کو جاتے ہوئے آج کراچی اترے۔ کراچی کے فضائی چوگان میں افغانی سفارت خانے کے ارکان کے علاوہ اعلیٰ پاکستانی اکابر نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کابل روانہ ہونے سے پیشتر دو دن کے لئے گورنر جنرل کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس میں قیام کریں گے۔

خان لیاقت علی کی مساعی امن میں کامیابی کیلئے پاکستان پارلیمان کی قرارداد

کراچی ۵ر اپریل۔ آج پاکستان پارلیمنٹ نے پاکستان و بھارت کے وزرائے اعظم کی مساعی امن کے لئے کامیابی کی دعا مانگی۔ اور اتفاق رائے سے ایک قرارداد پاس کی۔ وزیر خزانہ نے اس سلسلے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جن اعلےٰ مقصد کے لئے دونوں اکابر کوشاں ہیں۔ ان پر سرحدوں کے دونوں طرف بسنے والوں کروڑوں افراد کی خوشحالی کا دارومدار ہے۔ گزشتہ ایک دو سال میں دونوں ملکوں کے باہمی مناقشات نے جو حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ دونوں ملکوں کے امن پسند لوگوں کے لئے سخت تشویشناک ہیں۔ حزب مخالف کے لیڈر مسٹر چٹو پادھیا نے اس قرارداد کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا مجھے اعتماد ہے کہ جس مشن پر وزیر اعظم پاکستان گئے ہیں۔ اس کے بہت دوررس نتائج ہوں گے۔ اور اس سے نہ صرف دونوں ملکوں کی اقلیتوں کا مسئلہ ہی سلجھ جائے گا۔ بلکہ دیگر اختلافی مسائل کا بھی پُرامن حل نکل آئیگا۔

مشرقی انڈونیشیا میں بغاوت۔ باغیوں نے کئی اہم فوجی ٹھکانوں پر قبضہ کر لیا

جکارتا ۵ر اپریل۔ آج سلیبز میں مشرقی انڈونیشیا کے سینکڑوں فوجیوں نے انڈونیشیا کی وفاقی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ باغیوں نے گودیوں۔ ریڈیو سٹیشن اور نشنڈٹ فوجی بارکوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ مکاسر کے شہر پر باغیوں کا کامل قبضہ ہو چکا ہے۔ مقامی لیفٹننٹ کمانڈر کو ۱۰۰ سپاہیوں کے ہمراہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ خبر آئی ہے کہ اب شہر میں امن ہے۔ اور باغی سڑکوں پر گشت کر رہے ہیں۔ باغیوں نے آج صبح سویرے ہی شہر پر حملہ کر دیا تھا۔ حملہ کے ایک گھنٹہ کے بعد ایک جہاز سے ۶۰۰ ولندیزی سپاہی اترے۔ اور باغیوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ آخری اطلاع کے مطابق مشرقی انڈونیشیا کی کابینہ کا اجلاس صورت حالات پر فوری غور کے لئے بلایا جا رہا ہے۔

مہاجرین کے مسائل پر غور

کراچی ۵ر اپریل۔ پاکستان کے وزیر مہاجرین آنریبل خواجہ شہاب الدین نے نئے آنے والے مہاجرین کی بحالی کے معاملات پر سوچ بچار کے لئے جمعہ کو سندھ کابینہ کے ارکان مسلم لیگ اسمبلی پارٹی۔ اور مشاورتی کمیٹی کے ارکان کا ایک اجلاس بلایا ہے۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے چوہدری خلیق الزمان کو بھی بذریعہ تار کراچی سے بلایا گیا ہے۔

پاکستان پارلیمان میں

کراچی ۵ر اپریل۔ آج پاکستان پارلیمان نے چار بل پاس کئے اول ۱۹۳۵ء کے بیمہ ایکٹ میں ترمیم کا بل دوسرا ۱۹۴۷ء کے سندھ الیکٹرسٹی کنٹرول ایکٹ میں ترمیم کا بل۔ تیسرا چوری چھپے مال باہر بھیجنے والوں کے خلاف اختیارات تفویض کرنے کا بل اور چوتھا تجارتی بیڑے میں لئے جانے والے افسروں کے لئے اس امر کی اجازت کہ دوسرے ملکوں کے سرٹیفکیٹ بھی قبول ہو سکیں۔

لیاقت نہرو بات چیت

نئی دہلی ۵ر اپریل۔ آج پاکستان کے وزیر اعظم اور بھارت کے وزیر اعظم میں اقلیتوں کے مسئلے پر پھر بات چیت جاری ہوئی دوپہر کے کھانے کی دعوت پر آمدہ بات چیت میں دونوں وزرائے اعظم کے علاوہ مسٹر پٹیل نے بھی بات چیت میں شرکت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ سیکرٹری جنرل پاکستان کی بھارت کے سیکرٹری امور خارجہ سے بھی بات چیت جاری رہی۔ کل مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی وزیر اعظم پاکستان سے ۱½ گھنٹے تک ملاقات کی۔ اسی طرح مولانا احمد سعید کی قیادت میں جمعیۃ العلماء ہند کا ایک وفد بھی آپ سے ملا۔

سلطان عبد الحمید کی گرفتاری

جکارتا ۴ر اپریل۔ آج جکارتا میں وفاقی حکومت نے مغربی بورنیو کے سلطان حمید کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ پر انڈونیشیا کی وفاقی حکومت کی طرف سے ویسٹرلنگ کی حالیہ بغاوت میں شرکت مجرمانہ کا الزام ہے۔ حکومت کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ سلطان عبد الحمید کو بڑی کامل احتیاط و تحقیقات کے بعد گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آپ نہ صرف بونڈونگ والی سازش میں شریک تھے بلکہ اس کے سربراہ تھے۔ آپ کے علاوہ ۶ اور افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور ابھی مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔

مختصر ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ اہم

— ڈھاکہ ۵ر اپریل۔ مشرقی بنگال کے نئے گورنر ہز ایکسی لنسی ملک فیروز خان نون نے آج تیسرے پہر اپنے عہدۂ گورنری کا حلف اٹھا لیا

— نئی دہلی ۵ر اپریل آج بھارت پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر پٹیل نے بتایا کہ میر لائق علی سابق وزیر اعظم حیدر آباد دکن کی ۲۰ لاکھ کی جائداد ضبط کر لی گئی ہے۔ ان کا شکر کا کارخانہ بھی قبضہ میں لے لیا گیا ہے۔

— واشنگٹن ۵ر اپریل۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ مسٹر اچی سن نے حکومت پاکستان کو سرکاری طور پر اس بین الاقوامی تجارتی میلے میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ جو ۷ر اگست کو شکاگو کے مقام پر منعقد ہو رہا ہے۔

— لیک سکسس ۵ر اپریل۔ جن چار طاقتوں نے کشمیر کے مسئلے کے متعلق تجویز پیش کی تھی۔ انہوں نے کشمیر میں مصالحت کنندہ کے لئے آسٹریلیا ہائی کورٹ کے جج مسٹر ڈکسن کا نام تجویز کیا ہے۔ اگر ان کا نام بھارت و پاکستان نے منظور کر لیا۔ تو پھر رسمی طور پر سلامتی کونسل کو آخری منظوری کے لئے پیش کر دیا جائیگا۔

— کراچی ۵ر اپریل لنکا کے ہائی کمشنر برائے پاکستان مسٹر ٹی بی جیہ نے آج معہ بیگم خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح سے ملاقات کی

— لنڈن ۵ر اپریل۔ آجکل لنڈن میں ایشیائی فنون لطیفہ کی نمائش ہو رہی ہے۔ جس میں روغنی اور آبی رنگوں کی ۱۶۰ تصویریں دکھائی جا رہی ہیں۔ ان میں پاکستان کے مشہور فنکار زین العابدین کی ایک ۲۲"×۴۲" عورت کی تصویر بھی ہے۔

— کراچی ۵ر اپریل۔ آج سائنس کانفرنس کی مجلس مضامین میں تقریر کرتے ہوئے حکومت سندھ کے مشیر زراعت مسٹر راجرڈ ھامسن نے کہا مغربی پاکستان کی ان زمینوں کو چھوڑ کر جن میں الکلی زیادہ ہے تمام زمینوں کو قابل کاشت بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے دریاؤں کے پانیوں میں اس قدر رو لنٹ پوشیدہ ہے۔ کہ اگر پانی کے نکاس کا معاملہ ہی ٹھیک ہو جائے۔ تو ملک مالا مال ہو سکتا ہے۔

— لاہور ۵ر اپریل حکومت پنجاب نے ایک حکم کے ذریعہ سرکاری ہسپتالوں میں جو فیس لی جاتی ہے اس میں ۲۳ فیصدی کمی کر دی ہے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کاپر ٹیکل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ میں طبع کرا کر ۱۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

افریقہ میں احمدی مجاہدین کے ذریعے اسلام کی روز افزوں ترقی

۴۲ افراد کا قبول اسلام۔ ۴۰ لیکچر۔ ۶۰ دیہات کا دورہ جماعتہائے گولڈ کوسٹ کا سالانہ جلسہ

گولڈ کوسٹ احمدیہ مشن کی ماہ جنوری ۱۹۵۰ء کی کارگذاری

(از مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر جنرل سیکرٹری گولڈ کوسٹ مشن)

عرصہ زیر رپورٹ میں بفضل خدا سرزمین گولڈ کوسٹ کے ۶۰ دیہات میں تبلیغ کی گئی ۴۰ لیکچر دیئے گئے۔ ۱۰ ہزار کے قریب سامعین مستفیض ہوئے۔ ۱۲۴۲ میل سفر بذریعہ لاری و پیدل طے کیا گیا۔ ۲۷۵ افراد کو بذریعہ پرائیویٹ ملاقات تبلیغ کی گئی۔ ۴۲ نومبائعین سلسلہ عالیہ حقہ میں شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں مورخہ ۶، ۷، ۸ کو بمقام [illegible] گولڈ کوسٹ کی جماعت کا جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا پہلے دن بعد نماز جمعہ مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ جس میں جماعتی امور ضروریہ پر بحث ہوئی۔ مجلس میں جملہ چیف رؤساء افریقن و پاکستانی مبلغین اور ممبران مجلس عاملہ نے شمولیت اختیار کی۔ ملک میں ہڑتال کی وجہ سے گو بعض احباب تشریف نہ لا سکے۔ تاہم دور و نزدیک مقامات سے احمدی احباب ایک خاصی تعداد میں حاضر جلسہ ہوئے۔ برادرم مولوی نذیر احمد علی صاحب مبلغ انچارج اور برادرم ملک احسان اللہ صاحب بوجہ ہڑتال جلسہ میں شمولیت اختیار نہ کر سکے۔ خاکسار مولوی صالح محمد صاحب مولوی عبد الحق صاحب مولوی بشارت احمد صاحب بشیر۔ مولوی عطاء اللہ صاحب اور برادرم ڈاکٹر سفیر الدین صاحب اور افریقن اکابر نے تقاریر کیں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں جماعت کی وفاداری اور درخواست دعا کے لئے کیبل گرام ارسال کی گئی۔ اسی ماہ جملہ احمدیہ مدارس موسمی تعطیلات کے بعد دوبارہ کھلے۔ حسب ہدایات جناب مبلغ صاحب انچارج خاکسار گولڈ کوسٹ مشن کے مرکز سالٹ پانڈ میں جماعت کے انتظامی امور اور مدارس کے جملہ انتظامات میں مصروف رہا۔ روزانہ بعد نماز فجر باقاعدہ قرآن مجید کا درس ہوتا رہا۔ سالٹ پانڈ کی احمدیہ سنٹرل مسجد کی عمارت کی نگرانی کرتا رہا جملہ خطوط مکلمہ تعلیم و احباب جماعت افریقن و پاکستانی مبلغین کے جوابات دیئے گئے۔ اکابر جماعت اور بعض مسیحی اور غیر احمدی احباب سے ملاقات کی ممبران مجلس عاملہ کے کام کی نگرانی کا کام بھی جاری رہا۔ ۲۶۲ میل سفر کیا۔ برادرم ملک احسان اللہ صاحب کو علاقہ شمالی اور مولوی عطاء اللہ صاحب کو علاقہ شمالی سے کالونی میں تبدیل کیا گیا۔ ملک صاحب نے ایک سو افراد کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ اسسٹنٹ کمشنر شمالی ڈسٹرکٹ کمشنرز یانڈی اور بوسے پبلک سروس و پی ڈبلیو ڈی کے کارکنان سے ملاقات کی کچھ لٹریچر مفت تقسیم کیا اور کچھ فروخت کیا۔ برادرم مولوی عطاء اللہ صاحب نے ۷ گاؤں کا دورہ کیا "۲" تبلیغی و تربیتی لیکچر دیئے جماعت کو چندہ کی تحریک کر کے چندہ بھی وصول کیا۔ برادرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے دو سرکٹوں کا دورہ کیا۔ ان کا کام بھی تبلیغی تربیتی اور فراہمی چندہ تھا۔ یہاں کے اخبار میں انہوں نے "۲" دو مضامین لکھے۔ ایک جلسہ سالانہ گولڈ کوسٹ اور ایک پاکستان کے متعلق۔ انہوں نے ۲۵۰ میل سفر طے کیا۔

برادرم مولوی نذیر احمد صاحب علی مبلغ انچارج عموماً کماسی میں مقیم رہے۔ جو گولڈ کوسٹ میں دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ اور جہاں ہم احمدیہ سیکنڈری سکول کھول رہے ہیں۔ ایام زیر رپورٹ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے برادرم ڈاکٹر سفیر الدین بشیر احمد صاحب کو جو چار سال سے انگلینڈ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ بطور ہیڈ ماسٹر یہاں بھیجا۔ جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ اس مد میں ۵۰۰ پونڈ کے قریب خرچ کر چکی ہے اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں کے نتیجہ میں ۳۰ جنوری ۱۹۵۰ء سے فی الحال کماسی میں ایک عارضی عمارت میں احمدیہ سیکنڈری سکول کھول دیا گیا ہے۔ بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم۔ پاکستان کے علاوہ دنیا کے کسی ملک میں جماعت احمدیہ نے اعلیٰ تعلیم کے لئے اس قسم کا ادارہ قائم نہیں کیا یہ محض حضور پرنور ایدہ اللہ الودود کی اولوالعزمی ہی ہے کہ جس نے قادیان سے چھ ہزار میل دور جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ کو جو کلیتہً افریقن لوگوں پر مشتمل ہے جرأت دلائی کہ یہ گرانبار بوجھ اٹھانے کا تہیہ کرے۔ اس مقصد کے لئے ہم نے جماعت سے دس ہزار پونڈ کی اپیل کی ہے جس میں سے ۸۰۰ پونڈ کے قریب جمع ہو چکا ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ ۳ سال کے عرصہ میں ساری رقم جمع ہو سکے گی۔ کیونکہ علاوہ چندہ عام اور دوسرے چندوں کے مسجد احمدیہ مرکزیہ سالٹ پانڈ کے لئے تین ہزار پونڈ کی اپیل بھی جماعت کے سامنے ہے۔ ہمارے سیکنڈری سکول میں ایسے طلباء کو جنہوں نے سینئر سکولوں کا آخری سرکاری امتحان پاس کیا ہوا ہو گا۔ بجائے ۸ سال کے چھ سال میں سینئر کیمبرج تک تعلیم دی جائے گی۔ فی الحال ۵۰ کے قریب طلباء داخل ہو چکے ہیں۔ علاوہ ڈاکٹر صاحب کے دو افریقن ٹیچر لگائے گئے ہیں۔ مگر حکومت کا مطالبہ ہے کہ برادرم مولوی سعود احمد صاحب بی اے بی ٹی کو بھی جلد منگوا لیا جائے۔ سیکنڈری سکول کے ضمن میں برادرم مبلغ صاحب انچارج کو ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ [illegible] کے وائس پرنسپل اور [illegible] سکول کے پرنسپل اور بعض دیگر اہم لوگوں سے ملاقات کرنی پڑی علاوہ ازیں آپ نے جنوری میں اشانٹی کی جماعتوں کے مختلف حلقہ جات میں پانچ تربیتی جلسے کئے۔ جن میں علاوہ تربیتی لیکچروں کے سیکنڈری سکول فنڈ کی فراہمی کے لئے خصوصیت سے کوشش کی گئی۔ ایک جلسہ میں ڈاکٹر سفیر الدین صاحب بھی شامل ہوئے جو جماعت کے لئے نہایت موثر ثابت ہوا۔ اور ایک میں عزیزم مبارک احمد ابن برادرم مولوی نذیر احمد صاحب علی نے بھی لیکچر دیا۔ جو بہت پسند کیا گیا۔ شہر کماسی گولڈ کوسٹ کے عین وسط میں واقعہ ہے۔ کماسی کے لاری پارک میں ہر اتوار کو ہمارا تبلیغی جلسہ ہوتا ہے جس میں علاوہ مبلغ صاحب انچارج کے افریقن احمدی بھی لیکچر دیتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ آپ نے اخبار اشانٹی پائینیر کے ایڈیٹر سے بھی ملاقات کی اور سیکنڈری سکول کے لئے مختلف اخبارات میں اعلانات شائع کرائے۔ اس مہینہ میں مبلغ صاحب انچارج نے ۲۷۳ میل سفر کیا۔ اور مسجد احمدیہ کماسی میں بعد نماز فجر تربیتی وعظ کرتے رہے۔ اور بعد عشاء درس قرآن دیتے رہے۔

ایام زیر رپورٹ میں برادرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل پاکستان تشریف لے گئے۔ سالٹ پانڈ اور کماسی کی جماعتوں نے آپ کو الوداعی دعوت دی۔ اس ماہ گولڈ کوسٹ میں سیاسی شورش کی وجہ سے بہت گڑبڑ رہی۔ مبلغ صاحب انچارج نے کماسی میں جہاں سیاسی شورش زوروں پر تھی جماعت کو حسن سلیقہ گورنمنٹ کے لئے احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کیا۔ اور جماعت کو سول نافرمانی عدم تعاون اور عام ہڑتالوں میں حصہ لینے سے روکا۔ بالآخر تمام احمدی احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ اس دور افتادہ جماعت کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں اور اسی معیار پر اسے لا سکیں جس پر پاکستانی اور ہندوستانی جماعتیں پہنچ چکی ہیں۔

ضلع گوجرانوالہ کے ڈگری ہولڈرز اور فاضل

ضلع گوجرانوالہ کے ایسے دوست جنہوں نے تین سال قبل پنجاب یونیورسٹی سے کوئی ڈگری لی ہو۔ یا وہ علوم شرقیہ کے فاضل ہو۔ اور انہوں نے یونیورسٹی کی اسمبلی کی نشست کے لئے رائے دہندگی کی درخواست نہ دی ہو۔ تو وہ براہ مہربانی گوجرانوالہ آکر مجھ سے درخواست کے فارم لے کر پُر کر جائیں۔ تاکہ ان کا نام رائے دہندگان کی فہرست میں درج ہو سکے۔ درخواست میں یونیورسٹی رجسٹرڈ نمبر درج کرنا لازمی ہے۔ اور اگر دوستوں کے پاس [illegible] قرآن کی نقل بھی ساتھ لیتے آویں۔ کیونکہ ان کی نقل بھی ساتھ بھیجنی ہے۔ اگر [illegible] بعد تو کوئی ہرج نہیں۔

(امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ)

درخواست دعا:- میری اہلیہ قریباً ایک ماہ سے بوجہ بخار بیمار چلی آرہی ہے۔ دو دن بخار میں کبھی کبھی دو تین دن تک افاقہ ہوتا ہے مگر پھر ہو کر بخار ہو جاتا ہے۔ احباب کامل صحت اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار [illegible] محمد دھرم پورہ لاہور)

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۱۶؍ اپریل ۱۹۵۰ء

اسلامی حکومت بھی شریعت کی پابند ہے

آفاق کے یہ مقالہ نگار صاحب فرماتے ہیں :۔

" ہمارے ہاں اس وقت ملکیت اور خصوصاً زمین کی ملکیت پر بڑی بحث آرائی ہو رہی ہے۔ ایک طرف ہمارے مذہبی علماء اور پیشوا سوسائٹی میں شدید عدم توازن کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسکی ذمہ داری سرمایہ داری کے غیر طبعی نظام پر بھی ڈالتے ہیں۔ امت وسطہ کے تصور کو قرآنی مانتے ہیں۔ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے: کہ جس امت میں محدود سے چند زمیندار ملک کی ساری زمینوں کے مالک ہوں۔ امت وسطہ نہیں کہلا سکتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے نزدیک ان زمینداروں کی ملکیتوں میں سے " عفو " کو بھی ملت کو امت وسطہ بنانے کے لئے نہیں لیا جا سکتا۔ وہ خدا کو زمین کا مالک مانتے ہیں۔ اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ زمین پر اسلامی حکومت خلیفۃ اللہ ہوتی ہے۔ مگر ان کا کہنا ہے۔ کہ وہ حکومت خدا کی مخلوق کی بہتری کے لئے زمینوں پر کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتی۔ گویا نہ رسول اللہ صلعم قانونی طور پر مجاز تھے۔ کہ کسی زمیندار کی ضرورت سے زائد زمین ملی مفاد کے لئے لیتے۔ اور نہ خلفاء راشدین کو یہ حق تھا۔ العیاذ باللہ۔ اس غیر قرآنی تصور کو قرآنی بنانے کے لئے مدعیان علم و عرفان نے تعبیرات و تاویلات کے ایسے ...... رہے ہیں۔ کہ ان کو دیکھ کر اسلام ضابطۂ حیات نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ " حیرت خانۂ فارابی " نظر آتا ہے۔ اور قرآن زمینداروں کی ناقابل تصرف زمینداریوں کے قیام و دوام کا آسمانی وثیقہ۔" (آفاق ۱۲؍ اپریل ۱۹۵۰ء)

اب یہ باتیں وہی شخص کہہ سکتا ہے۔ جس کو اسلام کی الف۔ بے۔ تے کا بھی پتہ نہ ہو۔ اور نہ جس کو یہ پتہ ہو۔ کہ اسلام میں عدم توازن کس کو کہتے ہیں۔ اور امت وسطہ کا کیا مطلب ہے۔ سوال ہے۔ کہ کیا عہد خلافت راشدہ میں اسلام میں توازن قائم ہوا تھا یا نہیں۔ کیا اس وقت امت امۃ وسطاً نہیں تھی۔ اگر آپ کے خیال میں بڑی زمینداری " عفو " ہے۔ تو کیا اس وقت یہ " عفو " نہیں تھی۔ کیا یہ اس وقت لوگوں سے اسی طرح لی جاتی تھی۔ جس طرح آج کمیونزم کے زیر اثر یہ صاحب اسلامی حکومتوں کو لینے کے لئے اکسا رہے ہیں۔ آپ کو یہ بھی علم نہیں۔ کہ اسلامی حکومت کے بھی کچھ حدود ہیں۔ اور جو کچھ وہ لیتی ہے۔ اس میں اسکو بھی حلال و حرام کی شناخت کرنی پڑتی ہے۔ آپ نے صرف اتنا سن لیا ہے۔ کہ اسلامی حکومت خلیفۃ اللہ ہوتی ہے۔ اور محض لفظی جادوگری سے اسکو وہ تمام اختیارات تفویض کرنا چاہتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ الارض للہ کے یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ چونکہ تمام زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور خلیفۃ اللہ یا حکومت اسلامی دنیا پر اللہ تعالیٰ کی نمائندہ ہے۔ اس لئے زمین کی مالک اسلامی حکومت ہے۔ جو خلیفۃ اللہ ہے کسی انسان کو زمین پر براہ راست کوئی حق نہیں۔ یہ اسی طرح کا استدلال ہے۔ کہ چونکہ ہوا اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس لئے تمام ہوا اسلامی حکومت کی ہے۔ اس لئے کسی انسان کو بغیر حکومت کی اجازت کے اس میں سانس لینے کا حق نہیں۔

اگر مذہبی پیشوا یہ کہتے ہیں۔ کہ کمیونزم زدہ لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ زمین چھین چھین کر بانٹ دی جائے۔ تو پھر آپ کو غصہ کیوں آتا ہے جب خلیفۃ اللہ سراپا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو پھر چھین چھین کر بانٹ دینا کیوں اس کا حق نہیں۔ بلکہ آپ کے اصول کے مطابق تو خلیفۃ اللہ کو یہ بھی حق ہے۔ کہ تمام آنکھوں والوں کی آنکھیں بھی چاہے تو نکلوا لے۔ اور مقالہ نگار صاحب کا استدلال ہے بھی کچھ اسی طرح کا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

" سب کو معلوم ہے۔ کہ اسلامی جنگیں جہاد کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ اور حکومت کو حق ہے۔ کہ وہ ہر مسلمان کو اس میں شامل کرے۔ یعنی ملی مفاد کے لئے حکومت انسانی جان کو لے سکتی ہے۔ مگر ان مذہبی پیشواؤں کے نزدیک وہ ضرورت سے زیادہ زمین کو لینے کی مجاز نہیں (آفاق ۱۲؍ اپریل ۱۹۵۰ء)

کیا شاندار نکتہ ہے۔ یعنی چونکہ حکومت اسلامی جنگ میں انسانوں کو مروا سکتی ہے۔ اس لئے زمینیں بھی چھین سکتی ہے۔ اس میں ذرا اتنا نقص ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بغیر جنگ کے بھی کئی طرح سے انسانوں کی روح قبض کر لیتا ہے۔ مگر مقالہ نگار صاحب شاید اسلامی حکومت کو ہر اس طرح سے جس طرح خدا تعالیٰ روحیں قبض کرتا ہے۔ لوگوں کی جانیں نکال لینے کی اجازت نہ دیں۔ یا شاید دے دیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں اسلامی حکومت اللہ تعالیٰ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے جو چاہے کر سکتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں :۔

" اس وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حکومت فصلوں کی نوعیت مقرر کرتی ہے۔ اس کے لئے رقبے کا تعین کرتی ہے۔ پھر فصل پکنے پر ساری فصل کو اپنی مقرر کردہ قیمت پر اٹھا لیتی ہے۔ لیکن ہمارے مذہبی پیشواؤں کے عرفان کے مطابق زمین کو نہیں لے سکتی۔ گویا زمین کی ملکیت فصلوں کے اگانے اور اٹھانے کے اختیار سے کوئی الگ چیز ہے۔" (آفاق لاہور مورخہ ۲؍ اپریل ۱۹۵۰ء)

کیا زمین کی ملکیت اس طرح جس طرح کہ اس وقت حکومت کرتی ہے۔ فصلوں کے اگانے اور اٹھانے کے اختیار سے الگ چیز نہیں ہے؟ کیا بعض غیر معمولی حالات کے ماتحت کچھ عرصہ کے لئے ملکیت پر پابندی لگا دینا اور ہمیشہ کے لئے ملکیت سے محروم کر دینے میں کوئی فرق نہیں؟ بے شک اسلامی حکومت جنگ میں لوگوں کو مروا سکتی ہے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکومت جسے اور جس وقت چاہے گولی سے اڑا دے؟

یہ کس نے کہا ہے۔ کہ اسلامی حکومت خدا کی مخلوق کی بہتری کے لئے تصرف نہیں کر سکتی۔ اور وہ ملکیت پر پابندیاں نہیں لگا سکتی۔ لیکن ملکیت چھین لینے اور پابندیاں لگانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسلامی شریعت کے مطابق حکومت زمینی ملکیت پر ہزاروں پابندیاں لگا سکتی ہے۔ مگر وہ ملکیت چھین نہیں سکتی۔ اور جو پابندیاں وہ لگا سکتی ہے وہ وہی ہیں جو خدا اور رسولؐ نے مقرر کی ہیں۔ اس بات کو واضح کرنے کے لئے ہم یہاں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ فھو ھذا۔

" اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ جب زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ تو کیا حکومت کو جو خدا تعالیٰ کی ظل ہے۔ اس بات کا اختیار حاصل نہیں۔ کہ وہ ملکیت زمین کے متعلق کوئی نیا قانون جاری کر دے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہمیں ظلی حکام کی حکومت اس طرح محدود ہوتی ہے۔ جس طرح ظلی مالک کی ملکیت محدود ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے جہاں ظلی مالکوں کے لئے کچھ قیود مقرر کی ہیں۔ وہاں ظلی حاکموں کے لئے بھی اس نے کچھ قیود مقرر کر دی ہیں۔ اور وہ قیود یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور سابقون الاولون کے فیصلہ کے خلاف کوئی نیا قانون جاری نہیں کیا جا سکتا۔ اور زمین کا معاملہ ایسا ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ اور خلفائے اربعہ اور آئمہ صحابہؓ کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ اس صورت میں کسی حکومت کے لئے جائز نہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو ظل اللہ قرار دے کر کوئی نیا قانون بنا دے۔ وہ ان امور میں بے شک نئے قانون بنا سکتی ہے۔ جن کے متعلق خدا اور اس کا رسولؐ اور سابقون الاولون صحابہؓ خاموش ہیں۔ لیکن ان امور کے متعلق وہ کوئی نیا قانون نہیں بنا سکتی۔ جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے کوئی روشنی ڈالی ہے۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے سامنے وہ معاملات پیش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے ان کے متعلق اصولی یا جزوی فیصلے ہوئے ہیں۔ اگر ظلی حکام کو یہ اختیار حاصل ہو۔ کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ اور اکثریت صحابہؓ کے فیصلوں کو رد کر کے کوئی نیا فیصلہ جاری کر دیں۔ تو پھر ظلی مالکوں کو بھی حق ہے کہ وہ ان تمام حدبندیوں اور قیود کا انکار کر دیں۔ جو خدا اور رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے ان پر عائد ہیں۔ ظل بہرحال اصل کے تابع ہوتا ہے۔ وہ حاکم ہو یا مالک۔ اسکی حکومت بھی محدود ہے۔ اور اسکی مالکیت بھی محدود ہے۔"

(اسلام اور ملکیت زمین صفحہ ۳۴ و ۳۵)

اسلامی حکومت خلیفۃ اللہ اس معنی میں ہوتی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اسوۂ رسول اللہ صلعم کے مطابق عدل و انصاف اور دوسرے حکومتی کام سر انجام دیتی ہے۔ وہ سٹالین یا ہٹلر کی حکومت نہیں ہوتی۔ کہ جس طرح چاہے کرے۔ اور جس کو چاہے مروا دے۔ اور جس کو چاہے زندہ رکھے۔ اگر اسلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملکیت نہیں چھین سکتی۔ تو یقیناً اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ وہ ملکیت چھین سکے۔ باقی رہی یہ بات کہ خدا کی مخلوق کی بہتری کیا ہے۔ تو اسکو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اور یقیناً اس نے جو اصول بنائے ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے۔ تو اسی میں اسکی مخلوق کی بہتری ہے۔ اور یہ بات عقلاً بھی ثابت کی جا سکتی ہے۔ کہ جو چیز کسی نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اپنی محنت اور قابلیت سے حاصل کی ہے۔ یا اس طریقے سے حاصل کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے جائز ٹھیرایا ہے۔ تو اس سے اس مقدار سے زیادہ جبکی اللہ تعالیٰ نے اسلامی حکومت کو لینے کی اجازت دی ہے۔ بزور حاصل کرنے میں نہ خدا کی مخلوق کی بہتری ہے۔ اور نہ حکومت کی۔ پھر جو شخص کہتا ہے۔ کہ اسلام میں ملکیت چھینی جا سکتی ہے۔ اور اسلامی حکومت کو اختیار ہے۔ کہ لوگوں کی زمینیں چھین کر بانٹ دے تو اولی بات یہ ہے۔ کہ وہ اس کو کلام اللہ اور اسوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت کرے۔ ورنہ اسلام کا نام نہ لے۔ محض فقرہ طرازی کو اسلام دانی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور محض مذہبی پیشواؤں کو برا بھلا کہنے سے اسلامی شریعت نہیں بدل سکتی۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اسلام اور زمین کی ملکیت

میرے تبصرے پر فاروقی صاحب کا تبصرہ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

(ماخوذ از آفاق لاہور ۲ اپریل ۱۹۵۰ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ کی جدید تصنیف "اسلام اور زمین کی ملکیت" پر "آفاق" میں فہیم احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے کا تبصرہ شائع ہوا تھا اس کے جواب میں میں نے ایک مختصر سا نوٹ لکھ کر "آفاق" میں بھجوایا جو گویا فاروقی صاحب کے تبصرے پر تبصرہ کا رنگ رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ میرے اس نوٹ پر یہ بحث ختم ہو جائے گی۔ اس لئے نہیں کہ فاروقی صاحب لازماً میرے دلائل کی صحت کو تسلیم کر لیں گے بلکہ اس لئے کہ جب ایک جواب کا جواب الجواب ہو جائے تو اسکے بعد عموماً خاموشی اختیار کر کے پبلک کو ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ لیکن ۱۲ مارچ کے "آفاق" میں مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ میرے اس جواب الجواب کے جواب میں فاروقی صاحب نے ایک اور مضمون لکھ کر شائع کرا دیا ہے اور اس میں بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو مغالطہ پیدا کرنے والی ہیں پس ضروری ہے کہ ان کے اس تازہ مضمون کے جواب میں میں بھی کچھ لکھوں تاکہ کم از کم اس مغالطہ کو دور کر سکوں، جو ان کی اس تحریر سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد میں فاروقی صاحب کے جواب میں (اگر وہ اس بحث کو لمبا کرنا چاہیں) کچھ اور عرض نہیں کروں گا کیونکہ اسطرح مناظرے کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور میرا تجربہ ہے کہ مناظرے کا نتیجہ ضد اور سطحیت کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ پس بہرحال میری طرف سے اس بحث میں یہ آخری نوٹ ہے۔ اگر یہ فاروقی صاحب کی تسلّی کا باعث نہ بن سکے تو کم از کم میری تسلّی کے لئے وہ قرآنی آیت کافی ہو گی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی شخص ہر دوسرے شخص کو سمجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

سب سے پہلی بات فاروقی صاحب نے اپنے اس مضمون میں یہ کہی ہے کہ میں نے اپنے نوٹ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تصنیف "اسلام کے اقتصادی نظام" کا "کتاب" کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ حالانکہ فاروقی صاحب فرماتے ہیں کہ "وہ تقریر ہے کتاب نہیں"۔ مجھے حیرت ہے کہ فاروقی صاحب کو اس ریمارک کی کیا ضرورت پیش آئی۔ وہ خواہ تقریر تھی یا تصنیف بہرحال یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے فاروقی صاحب اپنے علمی مقالہ میں داخل کرنا ضروری خیال کرتے یا جس کے بیان کرنے سے امر زیر بحث پر کوئی اصولی روشنی پڑ سکتی تھی۔ علاوہ ازیں اگر کوئی تقریر بعد میں کتابی صورت میں شائع ہو جائے تو بہرحال وہ کتاب کہلاتی ہے اور دنیا بھر کا مسلّمہ اصول اسے کتاب کے نام سے ہی یاد کرتا ہے۔ لیکن اگر فاروقی صاحب دنیا کے اس مسلّمہ اصول کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو میں یہ عرض کروں گا کہ کیا فاروقی صاحب قرآن کریم کو کتاب مانتے ہیں یا نہیں؟ حالانکہ وہ گویا الہامی تقریروں کا مجموعہ ہے جو خدائے لم یزل کی طرف سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے القاء کی گئیں۔ اگر تئیس ۲۳ سال کے عرصہ پر پھیلی ہوئی الہامی تقریروں کو خدا تعالیٰ قرآن شریف کے بالکل شروع میں ہی "ذالک الکتاب" کے الفاظ کہہ کر دنیا کے سامنے پیش فرماتا ہے تو میری اس بات پر کہ میں نے ایک تقریر کو جو بعد میں کتابی صورت میں چھپ گئی کتاب کے نام سے پیش کیا۔ فاروقی صاحب چیں بجبیں ہوتے ہوئے اچھے نہیں لگتے اور یوں تو کسی صاحب کو ناراضگی کے اظہار سے روکنا میرے بس کی بات نہیں۔

اس کے بعد فاروقی صاحب میرے تبصرے کے اس حصہ کو لیتے ہیں جہاں میں نے لکھا تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی کتاب "اسلام اور زمین کی ملکیت" میں صرف چند معیّن سوالوں کا جواب دیا ہے جو زمین کے حق ملکیت سے تعلق رکھتے ہیں یعنی آیا اسلام زمین کی ملکیت کے تعلق میں افراد کے حق کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں اور اگر کرتا ہے تو کس صورت میں؟ کیونکہ یہی اس کتاب کا مخصوص موضوع تھا اور میں نے فاروقی صاحب کی جرح کا جواب دیتے ہوئے عرض کیا تھا کہ یہ کتاب کوئی انسائیکلوپیڈیا تو تھی نہیں کہ جس میں ہر موضوع کو داخل کر دیا جاتا۔ میرے اس نوٹ کے جواب میں فاروقی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر کوئی مصنّف زمینداری جیسے اہم مسئلہ کو پیش کرنے کے لئے انسائیکلوپیڈیا سے کم کوئی کتاب نہیں لکھ سکتا تو اسے انسائیکلوپیڈیا ہی لکھنا چاہیئے"

مجھے افسوس ہے کہ اس جرح میں بھی فاروقی صاحب نے میرے نوٹ کو سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی۔ میری بات بالکل صاف اور سیدھی تھی۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہر کتاب کا ایک مخصوص موضوع ہوتا ہے اور ہر اچھے مصنّف کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے تخیل کو اپنے موضوع سے باہر نہ جانے دے اور چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اس کتاب کا موضوع جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے زمین کے حق ملکیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس کتاب میں صرف اسی مخصوص مضمون کے متعلق ہی بحث کی گئی ہے۔ اب اس پر یہ جرح کرنا کہ اس میں اشتراکیت اور سرمایہ داری کی بحثیں کیوں نہیں آئیں (بے شک یہ فاروقی صاحب کے الفاظ نہیں مگر انکی جرح کا مرکزی نقطہ بھی اس کے سوا کوئی اور نہیں) ایک ایسی جرح ہے جو کم از کم میری سمجھ سے بالا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اب پھر عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی یہ کتاب اشتراکیت کے موضوع پر نہیں ہے اور نہ ہی یہ کتاب سرمایہ داری کے موضوع پر ہے بلکہ صرف ایک مخصوص سوال کے متعلق ہے جو "زمین کے حق ملکیت" سے تعلق رکھتا ہے جس کا تجزیہ میں نے اپنے پہلے مضمون میں تین معیّن سوالوں کی صورت میں پیش کیا تھا اور ایک سوال کا اب اضافہ کر رہا ہوں کیونکہ وہ بھی اس کتاب کے موضوع کا حصہ ہے۔ بہرحال اگر فاروقی صاحب کے خیال میں یہ کتاب ان چار سوالوں کے جواب سے قاصر رہی ہے تو صاف صاف بتا دیں کہ ان میں سے فلاں سوال کا جواب نہیں آیا یا یہ کہ فلاں حصہ کا جواب غلط ہے بس پھر خود بخود فیصلہ ہو جائے گا۔ لیجئے میں اُن سوالوں کو پھر دہرا دیتا ہوں جو اس کتاب کا اصل موضوع ہیں:۔

(۱) کیا اسلام زمین کی انفرادی ملکیت کی اجازت دیتا ہے؟ (جواب مثبت میں)

(۲) اگر وہ انفرادی ملکیت کی اجازت دیتا ہے تو کیا وہ اس اجازت کے ساتھ اس قسم کی کوئی حد بندی لگاتا ہے کہ کسی ایک مالک کے پاس اس اس قدر رقبہ سے زیادہ زمین نہیں رہ سکتی؟ (جواب منفی میں)

(۳) کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ زمین کا مالک اپنی زمین کسی اور شخص کو کاشت پہ دے اور اس سے اپنے حق ملکیت کے عوض میں بٹائی یا لگان وصول کرے؟ یعنی وہی جسے آجکل کی اصطلاح میں زمینداری یا لینڈ لارڈزم کہا جاتا ہے اور جس کا فاروقی صاحب نے بار بار ذکر فرمایا ہے۔ (جواب مثبت میں)

(۴) کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی شخص کی زمین جو اس کی جائز ملکیت ہے اس سے زبردستی چھین کر کسی دوسرے شخص کو دیدی جائے؟ (جواب منفی میں)

یہ وہ چار سوال ہیں جو کتاب "اسلام اور زمین کی ملکیت" کا مخصوص موضوع ہیں۔ اب فاروقی صاحب فرمائیں کہ ان چار سوالوں میں سے کس سوال کا جواب اس کتاب میں نہیں آیا؟ اور اگر مطلب یہ ہے کہ ان چار سوالوں کے علاوہ بعض اور باتیں بھی شامل کیوں نہیں کی گئیں تو (قطع نظر اس کے کہ اس کتاب میں کئی اور ضمنی باتیں بھی شامل ہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس لئے ہے کہ وہ اس کتاب کے مخصوص موضوع سے باہر ہیں۔ مگر میں نے ساتھ ہی عرض کر دیا تھا کہ ہمارے دوسرے لٹریچر میں ان زائد سوالوں کا جواب بھی کافی و شافی موجود ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے ناقد صاحب اس لٹریچر کو "تقریر" کہہ کر قابل التفات نہیں سمجھتے۔ گویا دلیل صرف "کتاب" میں بیان کی جا سکتی ہے تقریر میں نہیں سما سکتی۔

پھر فاروقی صاحب میرے متعلق لکھتے ہیں کہ

"یہ عجیب تضاد ہے کہ ایک طرف وہ زمینداری کو اسلامی تعلیمات کے مطابق مانتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے بطن سے خرابیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور پھر ان خرابیوں کے ازالے کے سوال کو الگ بھی سمجھتے ہیں"۔ ہائے افسوس میں نے یہ کہاں لکھا ہے؟ فاروقی صاحب خود میرے منہ میں ایک بات ڈالتے ہیں اور پھر خود ہی اس کی تردید شروع فرما دیتے ہیں۔ محترم فاروقی صاحب! میں نے تو یہ لکھا تھا کہ "اگر رقبہ مملوکہ کی حد بندی نہ ہونے کی وجہ سے بعض خرابیاں پیدا ہوں تو ...... ہمارے دوسرے لٹریچر میں اس سوال پر بھی کافی بحث آ چکی ہے" اب ایک تو فاروقی صاحب نے یہ غضب ڈھایا ہے کہ میں نے تو یہ فقرہ رقبہ مملوکہ کی حد بندی کے سوال کے تعلق میں لکھا تھا۔ مگر وہ اس کا کانٹا بدل کر اسے زمینداری یعنی لینڈ لارڈزم کے سوال کے پیچھے لے گئے ہیں۔ حالانکہ فاروقی صاحب خوب جانتے ہیں کہ یہ دونو سوال ایک دوسرے سے بالکل جدا اور متغائر ہیں۔ یعنی لینڈ لارڈزم (جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی زمین کسی دوسرے شخص کو کاشت پر دینا) اور چیز ہے اور رقبہ مملوکہ کی حد بندی کا سوال بالکل اور ہے۔ اور یہ ہرگز قرین انصاف نہیں کہ میں تو ایک بات رقبہ مملوکہ کی حد بندی کی بحث کے تعلق میں بیان کروں۔ اور فاروقی صاحب اسے زمینداری یعنی لینڈ لارڈزم کے سوال کی طرف کھینچ کر لے جائیں اور پھر اسے منسوب کریں میری طرف!

پھر جیسا کہ اوپر کے اقتباس سے ظاہر ہے میں نے یہ فقرہ "اگر" کے لفظ کے ساتھ شروع کیا تھا اور علم کلام کا یہ مسلّمہ اصول ہے کہ جو بات "اگر" کے لفظ کے ساتھ بیان کی جائے اسکے متعلق ضروری نہیں ہوتا کہ وہ لکھنے والے کے عقیدہ کا جزو ہو بلکہ بعض اوقات بحث کے سارے پہلوؤں پر نظر ڈالنے کی غرض سے

ایک بات بیان کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ وسعت پیدا کرنے کے لئے "اگر" کا لفظ لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن فاروقی صاحب نے یہ دوسرا غضب ڈھایا کہ نہایت خاموشی کے ساتھ میرا یہ "اگر" بھی حذف کر گئے۔

اس کے علاوہ میں نے اس فقرہ کے آخر میں صاف الفاظ میں لکھا تھا کہ "ہمارے دوسرے لٹریچر میں اس سوال پر بھی کافی بحث آ چکی ہے"۔ مگر فاروقی صاحب نے یہ حصہ چھوڑ کر اور صرف اوپر کا حصہ لیکر میرے بیان کو ہنسی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے اس پر میں اس کے سوا فاروقی صاحب سے کیا کہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو معاف فرمائے۔

لیکن ان ساری باتوں کے قطع نظر فاروقی صاحب کا یہ کہنا کہ "ایک طرف زمینداری کو اسلامی تعلیم کے مطابق مانا جاتا ہے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے ...... کہ اس کے بطن سے خرابیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں"۔ ان باتوں کو گویا متضاد قرار دینے کے مترادف ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی فلسفہ شریعت کے خلاف ہے۔ اصولِ شریعت میں گہری نظر رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ اسلام میں توازن قائم کرنے کے اصول کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ بہت سی باتوں میں شریعت ایک بات کو اچھا قرار دے کر اسے ایک طرف اپنی تعلیم کا جزو بناتی ہے بلکہ اس کا حکم دیتی ہے۔ لیکن دوسری طرف بعض حالات میں اس کے امکانی نقصانات کو بھی تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ کون نہیں جانتا کہ نماز اور روزہ وغیرہ کتنی مبارک چیزیں ہیں۔ مگر ہماری حکیمانہ شریعت نے ان بابرکت عبادتوں میں بھی دوسرے مصالح کے ماتحت کئی قسم کی بریکیں لگا رکھی ہیں۔ مثلاً نماز میں ساری رات جاگنے سے منع فرمایا ہے۔ روزہ میں مسلسل نفلی صیام کو ناجائز قرار دیا ہے۔ عورت کو اس بات سے روکا ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی نفلی روزہ نہ رکھے وغیرہ وغیرہ۔ اور نماز روزہ کا سوال تو الگ رہا بعض بظاہر نقصان رساں باتوں میں بھی اسلام نے اسی حکیمانہ توازن کو قائم کیا ہے۔ مثلاً ایک طرف خدا نے خود سانپ کو پیدا کیا ہے اور دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ اس جانور کو حرم تک میں پناہ نہ دی جائے اور اگر نماز میں نظر آ جائے تو نماز کو بھی ملتوی کر کے پہلے اس کا خاتمہ کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خدا نے سانپ کو مارنے کا ہی حکم دینا تھا تو پھر اسے پہلے پیدا ہی کیوں کیا؟ اس کا یہی جواب ہے کہ جہاں اس کے پیدا کرنے میں بعض فوائد ہیں وہاں اس کے مارنے میں بھی بہت سے فوائد ہیں۔ گویا دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ اور اس طرح ایک حکیمانہ توازن قائم کر دیا گیا ہے۔ مگر یہ اس کی تفصیل کا موقعہ نہیں۔ بہر حال اصولاً اس میں ہرگز کوئی اعتراض کی بات نہیں کہ مصلحت عامہ کے ماتحت ایک بات کی اجازت بھی دی جائے اور پھر اس کی بعض امکانی خرابیوں کی روک تھام کے لئے اس کے ساتھ مناسب شرطیں اور روکیں بھی لگا دی جائیں۔ مثلاً اسی دولت کی تقسیم والے میدان میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف اسلام نے انفرادی حقِ ملکیت کو تسلیم کیا ہے لیکن دوسری طرف اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کوئی باپ اپنی ساری جائداد اپنے صرف ایک بچے کے نام پر منتقل کر کے چلا جائے۔ کیونکہ اس میں نہ صرف اولاد میں ناواجب رقابت پیدا ہوتی ہے بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔

پس گو فاروقی صاحب نے میری بات کو صحیح رنگ میں پیش نہیں کیا مگر ان کا خیال اصولی رنگ میں بھی بہر حال غلط اور بے بنیاد ہے۔

مگر حق یہ ہے کہ یہ دعویٰ ہی باطل ہے کہ معاشرت کی موجودہ خرابیاں زمینداری یعنی لینڈ لارڈزم کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خرابیاں کسی ایک وجہ سے نہیں ہیں بلکہ اس کی تہ میں سینکڑوں وجوہات برسرِ کار ہیں۔ جن میں سے بعض قانون کے نقص کی وجہ سے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے مذاہب کا حال ہے اور بعض عمل کے نقص کی وجہ سے ہیں جیسا کہ بدقسمتی سے اس زمانہ کے مسلمانوں کا حال ہے۔ اور پھر یہ خرابیاں بھی کسی ایک دائرہ سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ سیاسی اور اقتصادی اور تمدنی اور جذباتی وغیرہ کئی قسم کے میدانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جب تک ہر میدان میں صحیح اصلاح کی صورت پیدا نہیں کی جائیگی اس وقت تک کسی ایک بات کو لے کر یہ خیال کرنا کہ اس کی طرف توجہ دینے سے الہ دین کے لیمپ کی طرح سارے روگ خود بخود دور ہو جائیں گے ایک خطرناک غلط فہمی ہے۔ کیا بڑے زمیندار کی زمین چھین کر چھوٹے زمیندار یا کاشتکار کو دے دینے سے اس چھابڑی لگانے والے کی تسلی ہو جائے گی جو اپنے سامنے ایک عالیشان دوکان میں لاکھوں روپے کا مال دیکھ رہا ہے؟ پھر کیا زمیندار کو اس کی زمین سے محروم کر دینے کے نتیجہ میں اس غریب مزدور کا دل خوش ہو جائیگا جو ایک بڑے کارخانہ میں دو تین روپے یومیہ پاتا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے کارخانہ کا مالک سونے میں لوٹتا پوٹتا ہے؟ پھر کیا کاشتکار کو زمیندار کی زمین مل جانے سے دفتر کے اس چپڑاسی کو اطمینان قلب حاصل ہو جائے گا جو چالیس یا پچاس روپے ماہوار میں اپنی زندگی کی تلخ منزلیں کاٹ رہا ہے۔ لیکن اسی دفتر میں اس کا افسر اڑھائی تین ہزار روپیہ ماہوار لے کر اپنے گھر کو عیاشی کا گہوارہ بنائے ہوئے ہے؟ اسی طرح دوسرے بے شمار میدانوں کا حال ہے جن میں ایک طرف حالات کے غیر معمولی تفاوت نے اور دوسری طرف احساس کی غیر معمولی شدت نے خیالات کا ایک زبردست ہیجان پیدا کر رکھا ہے۔ پس اگر محض مادی قانون کے پیچھے چلنا ہے تو ہر میدان میں امتیاز کو اڑا کر سب کو ایک سطح پر لانا ہوگا اور اگر اسلام کے روحانی علاج کو اختیار کرنا ہے تو سب سے مقدم دلوں کی اصلاح کا سوال ہے۔

فاروقی صاحب نے خود مانا ہے کہ قرونِ اولےٰ کے زمانہ میں دولت کے اختلاف کے باوجود لوگ خوش تھے۔ یہ کیوں؟ بس اسی میں فاروقی صاحب کے اعتراض کا اصولی جواب آ جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اصل مرض دولت کا اختلاف نہیں بلکہ دولت کا غلط استعمال ہے۔ جس سے مراد وہ ناگوار تمدنی اور جذباتی خلیج ہے۔ جس نے موجودہ زمانہ میں اخوتِ اسلامی کے نظام کو تہس نہس کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو بھائی سمجھے۔ لیکن کیا آج کا بڑا زمیندار چھوٹے زمیندار کو اپنا بھائی سمجھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بڑا زمیندار چھوٹے زمیندار کو بھائی خیال کرتا تھا۔ پھر کیا آج کا بڑا تاجر چھوٹے تاجروں کو بھائیوں کی طرح ملنے کے لئے تیار ہے؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ صحابہؓ کے زمانہ میں بڑا تاجر چھوٹے تاجروں سے بھائیوں کی طرح ملتا تھا۔ پھر کیا آج کا افسر اپنے ماتحتوں کو اپنی برادری کا حصہ یقین کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ قرونِ اولےٰ میں ہر افسر (محکمانہ نظام کے علاوہ) اپنے سب ماتحتوں کو اپنا عزیز سمجھتا اور اسی رنگ میں ان سے سلوک کرتا تھا۔ اسی طرح قربانی کی روح کا حال ہے کہ اپنے بھائیوں کے لئے جو قربانی کا جذبہ پہلے پایا جاتا تھا وہ اب موجود نہیں۔ تو جب حالات یہ ہیں تو صرف بعض باتوں میں ظاہری اصلاح سے کس بہتری کی امید رکھی جا سکتی ہے؟ ہاں دلوں کی اصلاح اور عمل کی اصلاح بے شک بھاری تغیر پیدا کر سکتی ہے۔ جیسا کہ دولت کے تفاوت کے باوجود اس نے قرونِ اولےٰ میں کیا۔ لیکن اگر دل کا جذبہ اور جوارح کا عمل ٹھیک نہ ہو تو ظاہری اصلاح بھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی اور ناگوار کشمکشوں اور رقابتوں کا سلسلہ چلتا چلا جائیگا۔ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

ان فی جسد الانسان مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔

"یعنی انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ جب وہ اچھی حالت میں ہو تو سارا جسم اچھا ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور کان کھول کر سن لو کہ وہ دل ہے"۔

میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر کہیں کوئی نقص واقعی موجود ہے تو اس کی اصلاح نہ کی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اصلاح اسلامی تعلیم کی روشنی میں (نہ کہ اشتراکیت کی کورانہ تقلید میں) ظاہر اور باطن دونو کی ہونی چاہئیے۔ لیکن بدقسمتی سے اب حال یہ ہے کہ نام تو اسلام کا رکھا جاتا ہے۔ مگر سارے تغیرات کا بین السطور ڈھانچہ اشتراکیت سے مستعار لیا جا رہا ہے۔ حالانکہ وہ اسی طرح کی ایک لعنتی انتہا ہے جس طرح کہ دوسرے ملکوں کی سرمایہ داری دوسری طرف کی لعنتی انتہا ہے اور صحیح نظام صرف اسلام کا ہے جو ایک طرف دولت کے انفرادی حق کو تسلیم کرتا ہے اور دوسری طرف اخوت اور قربانی اور تعاونِ باہمی کے نظام کو بھی برسرکار لاتا ہے۔

فاروقی صاحب فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حالات بدل چکے ہیں اور پرانے زمانہ کے اصولوں کو موجودہ زمانہ پر چسپاں کرنا ٹھیک نہیں اور اس کی توضیح میں میری اس بات کو رد کرتے ہوئے کہ اسلام کی دائمی شریعت میں سارے زمانوں کی خرابیوں کا علاج موجود ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ: "اس لحاظ سے تو تبصرہ نگار کے اصول کے مطابق آج بھی تیر اور تلوار سے جنگ ہونی چاہئیے۔ کیونکہ عہد رسالت اور خلافت راشدہ کی جنگیں انہی آلات کے ذریعہ ہوئی تھیں"۔ افسوس فاروقی صاحب پھر میری بات کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ میں نے اصولی رنگ میں لکھا تھا کہ "کیا قرآن و حدیث کے حوالے موجودہ زمانہ کے مسائل کا علاج پیش نہیں کرتے ...... قرآن و حدیث کا دور دائمی ہے اور اس کا دامن دنیا کی آخری ساعت تک وسیع ہے۔ آپ بے شک اس کی ہر معقول تشریح کا حق رکھتے ہیں نہ آپ اسلامی شریعت کے لچکدار حصہ کو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق حکیمانہ صورت میں پیش کرنے کے بھی مجاز ہیں۔ مگر قرآن بہر حال وہی رہے گا۔ حدیث وہی رہے گی۔ اور قرآن و حدیث کی محکمات بھی وہی رہیں گی"۔ اب میرے اس صاف اور سیدھے اور اصولی نوٹ کو بدل کر اسے پرانے زمانہ کے آلات حرب کی بے جوڑ مثال دیتے ہوئے ٹالنے کی کوشش کرنا یقیناً تحقیقِ حق کا صحیح انداز قرار نہیں دیا جا سکتا اور پھر کیا فاروقی صاحب اتنی سی بات بھی سمجھنے کے لئے تیار نہیں کہ زمین کی ملکیت کے حق کا مسئلہ ایک ایسی بات ہے جس کے سارے ارکان اسی طرح قرونِ اولےٰ میں موجود تھے جس طرح کہ وہ آج موجود ہیں۔ کیا قرونِ اولےٰ میں زمین موجود نہیں تھی اور صرف آج معرضِ وجود میں آئی ہے؟ پھر کیا قرونِ اولےٰ میں زمین کے مالک کا وجود نہیں تھا اور وہ صرف اب آ کر پیدا ہوا ہے؟ اور پھر کیا قرونِ اولےٰ میں کاشتکار

(باقی صفحہ ۸ پر دیکھیں)

بعض صحابہ کرامؓ کے قابلِ تقلید نمونے

(از مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب بی۔ اے نسپکٹر بیت المال سلسلہ احمدیہ)

(۱) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ میں ایک صاحب کے پاس گیا۔ اور ان سے ان کے مال کی تفصیل معلوم کی۔ تو ان پر اونٹ کا ایک سالہ بچہ واجب تھا۔ میں نے اس کا ان سے مطالبہ کیا۔ وہ فرمانے لگے کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا نہ سواری کے کام کا۔ انہوں نے ایک نفیس عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی اور کہا کہ یہ لے جائیں۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کو نہیں لے سکتا۔ کہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں البتہ اگر دینا چاہتے ہو۔ تو حضور اقدس صلعم سفر میں ہیں۔ اور آج کا پڑاؤ فلاں جگہ ٹھہرا ہے قریب ہی ہے۔ حاضر خدمت ہو کر پیش کر دو۔ اگر منظور فرما لیا۔ تو مجھے انکار نہ ہوگا۔ ورنہ میں معذور ہوں وہ اس اونٹنی کو لیکر میرے ساتھ ہو لیے اور حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آج آپ کے قاصد زکوٰۃ کا مال لینے آئے تھے۔ اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ یا ان کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو۔ اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے کر دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کا واجب ہے۔ حضورؐ ایک سال کے بچہ سے نہ دودھ کا ہی نفع ہے نہ سواری کا اس لئے میں نے ایک عمدہ جوان اونٹنی پیش کی تھی۔ جس کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ اس لئے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم پر واجب تو وہی ہے۔ جو انہوں نے بتایا ہے۔ مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دیتے ہو۔ تو قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر مرحمت فرمائے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ یہ حاضر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا اور برکت کی دعا فرمائی۔

(۲) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ آج میرے پاس اتفاق سے اتنا مال موجود ہے۔ کہ اگر میں ابوبکرؓ سے کبھی بڑھ سکتا ہوں تو آج ضرور بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا۔ اور جو کچھ بھی گھر میں موجود تھا۔ اس میں سے آدھا لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ آخر کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ نصف۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا ابوبکرؓ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں حضرت ابوبکرؓ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

خوبیوں اور نیکیوں میں یہ کوشش کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں ایک مستحسن امر ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے۔ یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے۔ اس وقت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ امی وابی نے چندہ کی خاص طور پر ترغیب فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق بلکہ ہمت و وسعت سے زیادہ قربانیاں کی تھیں۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ انصاریؓ مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑے باغ والے تھے مسجد نبوی کے قریب ان کا باغ تھا۔ جس کا نام بیرحاء تھا وہ ان کو بہت ہی پسند تھا۔ پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور بافراط تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے جب آیت شریفہ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی یعنی تم نیکی کے کامل درجہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک تم ایسی چیزوں میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو پسند ہیں۔ تو حضرت ابو طلحہؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھے اپنا باغ بیرحاء بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ محبوب مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیتا ہوں۔ آپ جس طرح بھی مناسب تصور فرمائیں اس کو کام میں لائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابو طلحہؓ نے بہ تعمیل حکم اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔

برادران کرام! کیا ہمارے لئے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مثیل بننے کی بڑی سے بڑی آرزو رکھتے ہیں۔ ان واقعات میں یہ ہمت افزا اور ولولہ انگیز سبق موجود نہیں ہے۔ کہ ان مقدس بزرگوں کی مثالوں کو تازہ کریں۔ اگر ہے اور ضرور ہے۔ تو کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ضرور آ گیا ہے۔ پھر انتظار کس امر کا ہے۔ احباب عاشقانہ و ہمتِ مردانہ سے اٹھیں۔ اور انقلابی حالات نے جو اثر صدر انجمن احمدیہ کی مالی حالت پر ڈالا ہے۔ اس کو مٹا کر موافقین کو مسرور اور معاندین کو مبہوت بنا دیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔ اور جو بقایا یا چندہ جات کا آپ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ سارے ادا کر دیں۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۱ اپریل ۵۰ء کو ختم ہو رہا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اپنے آپ کو صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلا کر خوشنودی خدا حاصل کرتے ہیں۔

اک زمانے کے بعد پھر آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

یوم التبلیغ کی تقریب پر مختلف مقامات پر تبلیغ احمدیت

اوکاڑہ:۔ ۱۰ گروپ میں جماعت کو منظم کیا گیا۔ ہر گروپ ۸ کس پر مشتمل تھا۔ اور ہر گروپ میں انچارج مقرر کیا گیا۔ حلقوں میں احباب شام تک پیغام حق پہنچاتے رہے۔ ۸۳۰ ٹریکٹ تقسیم ہوئے (خاکسار عبد الصمد۔ نور الدین سیکرٹری تبلیغ اوکاڑہ)

وزیر آباد:۔ مقامی احباب مسجد میں جمع ہو گئے۔ اس کے بعد وفد کی صورت میں دو دست دیہات میں تبلیغ کے لئے گئے۔ مختلف ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ کرم آباد میں زمیندار طبقہ کو تبلیغ کی گئی۔ (خاکسار میاں غلام احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ وزیر آباد)

سیالکوٹ:۔ ۲۵۰۰ ٹریکٹ اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ پیغام احمدیت ۲۲۵ اور کچھ دوسرا لٹریچر مختلف افراد کے نام بھیجا گیا۔ جن میں افسران سول اور فوج علماء اور دیگر معززین شامل تھے۔ اس طرح شائع شدہ لٹریچر کی تعداد ۸۰۰۰ کے قریب ہے۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مضمون "مسلمانوں اور پاکستان کا قیام اسلام کے قیام پر منحصر ہے" تقریباً ۲۰۰۰ یوم تبلیغ سے پہلے ہفتہ کے اندر اندر تقسیم کیا گیا۔

(۴) تبلیغ کرنے والے وفود تمام ملحقہ دیہات میں پہنچے۔ ان میں سے حلقہ پورن نگر۔ واٹر ورکس۔ حاجی پورہ اسلام آباد اور اراضی یعقوب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۵) ریلوے اسٹیشن اور اڈہ لاریوں پر ایک مخصوص وفد دن بھر گاڑیوں میں مسافروں کو لٹریچر تقسیم کرتا رہا۔ حلقۂ تبلیغ کے اندر کوئی قابل ذکر جگہ یا گھر تبلیغ اور ذکر سے خالی نہیں رہا۔ سائیکل سواروں کے دو وفود نے چھاؤنی کے تمام تعلیم یافتہ طبقہ میں کوٹھیوں اور بنگلوں پر پہنچ کر لٹریچر تقسیم کیا۔ جزاہم اللہ بعض دوستوں نے انفرادی طور پر بالمشافہ گفتگو کے ذریعہ لوگوں کو تبلیغ کی ہے۔ جن میں اکثر سمجھدار اور معزز طبقہ کے لوگ ہیں۔ تین اصحاب نے بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ اللھم زد فزد۔

ڈاکٹر محمد احسان صاحب نائب سیکرٹری نشر و اشاعت اور بابو محمد اقبال صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ محنت اور انتظام کے لحاظ سے خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر جزا دے۔ (خاکسار امجد علی سیکرٹری نشر و اشاعت سیالکوٹ)

منٹگمری:۔ جماعت احمدیہ منٹگمری شہر نے انصار کو ۵ اور وفود میں اور خدام کو ۳ وفود میں تقسیم کر کے ۲۶-۳-۵۰ کو سارا دن تبلیغ میں گزارا۔ اور تقریباً ۵۰۰ افراد کو پیغام حق پہنچایا۔ اور کثرت سے لٹریچر تقسیم کیا۔ اس دفعہ علاوہ بازاروں۔ کوٹھیوں اور اعلیٰ عہدیداروں کو تبلیغ کرنے کے ریلوے سٹیشن پر ہر ایک گاڑی میں آنے جانے والے تعلیم یافتہ مسافروں۔ تانگہ اور سائیکل سواروں کو بھی لٹریچر دیا گیا۔ اس طرح خدام اور بعض انصار نے گرد و نواح کے دیہات میں بھی پیغام حق پہنچایا۔ اور اس سلسلہ میں تقریباً ۵۰ میل سفر کیا۔ (خاکسار حبیب الرحمٰن سکرٹری تبلیغ ایم اے۔ ڈی۔ ای سکولز منٹگمری)

اعلان منجانب دار القضاء

مرحوم مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب (دیہاتی مبلغ) ولد قریشی محمد سعید صاحب چوہال ضلع گجرات کی بیوہ محترمہ فضل بی بی صاحبہ ربوہ نے درخواست دی ہے کہ مرحوم کا امانتی روپیہ مجھے دلایا جاوے (مرحوم کے تین نابالغ بچے ہیں) سو اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مرحوم کا کوئی اور وارث (والدین۔ دادا۔ دادی) ہو یا کسی صاحب کا قرضہ مرحوم کے ذمہ واجب الادا ہو۔ تو وہ ایک ماہ تک اطلاع دیں۔ ورنہ بعد میں حسب قانون شریعت امانتی روپیہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ (ناظم قضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

دعائے مغفرت

مکرم مستری غلام قادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ تین ماہ کی علالت کے بعد ۳-۳-۵۰ کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے دعائے مغفرت اور جنازہ غائب پڑھنے کی درخواست ہے۔

(خاکسار عبد الغفور کوٹلوی)

ڈاکٹر ہنڈل کراچی سائنس کانفرنس میں آ رہے ہیں

کراچی میں جو سائنس کی ترقی کے لئے پاکستان ایسوسی ایشن کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کی غرض سے ایڈورڈ ہنڈل ایف آر ایس بھی آ رہے ہیں موصوف لنڈن کی زوآلوجیکل سوسائٹی کے ڈائرکٹر اور برٹش ایسوسی ایشن کے سیکرٹری بھی ہیں ڈاکٹر ہنڈل نے کیمبرج کے میگڈالین کالج اور لندن کے رائل کالج آف سائنس میں تربیت حاصل کی ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۴ء تک آپ قاہرہ کے طبی کالج میں شعبہ نباتات کے چیئرمین رہے ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۷ء تک آپ لندن اسکول آف ہائی جین اینڈ ٹراپیکل میڈیسن کے ملازم ریسرچ فیلو رہے۔ رائل سوسائٹی نے جو شمالی چین میں کالا آزار کمیشن بھیجا تھا۔ آپ اس کے بھی ممبر تھے ۱۹۳۵ء سے ۱۹۲۳ء تک آپ گلاسگو یونیورسٹی میں علم حیوانات کے پروفیسر رہے۔ علم حیوانات اور ہوا شیم والی چھوت چھات کے سلسلے میں ڈاکٹر نے بھی کافی تحقیق و تفتیش کی اور متعدد مقالے شائع کرائے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کیلئے دعا اور صدقہ

خدام الاحمدیہ رسول نے جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے صدقے کے لئے ۳۱/- روپے مرکز میں بھجوائے۔ اور یہاں پر اجتماعی دعا بھی کی گئی۔ اور تہجد کے وقت اٹھ کر تہجد کی نماز باجماعت پڑھائی گئی۔

(محبوب احمد معتمد خدام الاحمدیہ رسول)

ولادت باسعادت

کل بروز سوموار مورخہ ۵/۳ کو اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے بھائی میاں عطاء اللہ نعیم کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ مولود میاں خدا بخش صاحب بھیروی کا پوتا اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کی دعا فرمائیں (خاکسار میاں نصیر اللہ احمدی)

پاکستان اور بھارت کے مذاکرات پر لندن میں اظہار خیالات

لندن ۵ اپریل۔ پاکستان اور بھارت کے وزراء اعظم کے درمیان جو مذاکرات ہو رہے ہیں ان کے متعلق یہاں کے رویہ کو محتاط پر امیدی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ کل کی اطلاعیں دہلی کے سرکاری بیان سے بھی کچھ بہتر ہیں گو برطانوی نامہ نگاروں نے مطلع کیا تھا کہ ملاقات بہت بہتر فضا میں ہو رہی تھی۔ اور یہاں حال میں جس تشویش کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ اس کے پیش نظر لازمی طور پر ایسے قرائن سے یہاں بہت امیدیں وابستہ کی جائیں گی۔

پریس کے تبصرے اور قیاس آرائیوں میں فی الحال غالباً اسلئے عمداً احتیاط برتی جا رہی ہے کہ ایسی حالت میں فضا کو تلخ کرنے کا الزام عائد نہ ہو سکے۔ جب کہ یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ پریس کا سنجیدہ اور ذمہ دار انداز خدمت انجام دے سکتا ہے۔

لیکن مذاکرات کے متعلق تمام خبروں اور دستاروں کا سرکاری حلقوں میں اور باہر بھی اخفاء رکھا جاتا ہے اور ان کا گہری دلچسپی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ برطانیہ کی پاکستانی آبادی بھی نتیجہ کی سخت منتظر ہے لیکن قبل از وقت امید کا اظہار کرنا نہیں چاہتی۔ (اسٹار)

ماہ اپریل میں سرکاری تعطیلات

عوام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ماہ اپریل ۱۹۵۰ء میں اتواروں کے علاوہ حسب ذیل تاریخوں پر ڈپٹی کمشنر لاہور کا دفتر اور ماتحت دفاتر اور عدالتیں بند رہیں گی۔

نام تعطیلات	تاریخ	دن
ایسٹر	۷ اپریل ۱۹۵۰ء	جمعہ
یوم علامہ اقبال	۲۱ اپریل ۱۹۵۰ء	جمعہ

۸ اور ۱۰ اپریل ۱۹۵۰ء کو ایسٹر کی تعطیلات صرف عیسائی ملازمین کے لئے ہونگی۔ ۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء کو بیساکھی کے تہوار کو صرف ہندو ملازمین چھٹی منائیں گے

دولت مشترکہ کی حکومتوں کے مذاکرات

لندن ۵ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ دولت مشترکہ کی حکومتوں کو واشنگٹن میں تیل کے مذاکرات کی تفصیل سے مطلع کیا جا رہا ہے برطانیہ کے ان افسران کے لندن واپس آنے کے بعد جو واشنگٹن کے مذاکرات میں مصروف رہے تھے یہ اقدام شروع ہوا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لندن کے حالیہ اجلاس میں دولت مشترکہ کے ہائی کمشنران کو تمام پہلو سے واقف کر دیا گیا ہے لندن "فنانشل ٹائمز" نے کل بیان کیا کہ معلوم ہوا ہے کہ موضوع کے تکنیکی ہونے کی وجہ سے یہ مباحثہ محض اطلاعاتی قسم کا ہے اور اس سے برطانوی حکومت کی پالیسی میں کوئی تبدیلی مقصود نہیں ہے"۔ (اسٹار)

اشتراکی فارموسا پر حملہ کی مکمل تیاری کر رہے ہیں

لندن ۵ اپریل "دی مانچسٹر گارڈین" کا نامہ نگار ہانگ کانگ سے رقمطراز ہے کہ شنگھائی سے موصول شدہ ان اطلاعات کو، کہ شہر میں روسی "مشیر" بڑی تعداد میں داخل ہو رہے ہیں۔ جن میں سے بعض جنگ کے زمانہ میں ہوا باز تھے "تشویشناک سمجھا جا رہا ہے۔

نامہ نگار کا کہنا ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ چین کے اشتراکی فارموسا پر حملہ شروع کرنے کے لئے اپنے روسی طیاروں کے بیڑے میں جنہیں تجربہ کار روسی ہوا باز چلائیں گے۔ مزید اضافہ کے منتظر ہیں۔

یہ احساس نو آبادی کی کشیدہ فضا میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ یہ بالکل یقینی نہیں ہے۔ کہ نیشنلسٹ مقاومت کے آخری آثار کو مٹا دینے کے بعد غیر ملکیوں کی طرف اشتراکیوں کا کیا رویہ ہوگا۔ اسکی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ ایسے مغربی ممالک جنہوں نے اشتراکی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے اور جنہوں نے تسلیم نہیں کیا ہے ان کے درمیان کوئی امتیاز روا رکھا جائے گا۔ (اسٹار)

محکمہ سپلائی کے انسپکٹر کی پریوی کونسل سے اپیل

لندن ۵ اپریل۔ ڈھاکہ کے محکمہ سپلائی کے انسپکٹر سلطان علی کی سزا کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل کی اجازت کی درخواست کی۔ دو ہفتوں میں سماعت ہوگی۔ پاکستانی وکیل مسٹر عباس علی مقدمہ کی پیروی کریں گے۔ آپ کو پاکستان کی ایک عدالت نے ایک سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی تھی۔ (اسٹار)

مغربی یورپ کے پانچ ملکوں نے جنگی منصوبے مکمل کر لئے

لندن ۵ اپریل (ریڈیو) سے معاہدہ برسلز کی دوسری سالگرہ منائی جا چکی ہے۔ اس عرصہ میں مغربی یونین کے دفاع کی تنظیم کے سلسلہ میں بہت کچھ ہو چکا ہے۔ ایک مشترکہ عسکری منصوبہ با تفاق رائے منظور ہو چکا ہے۔ جس میں راڈر کی بنیاد پر فضائی دفاع کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ باہمی امداد کے اصول پر اسلحہ اور سامان جنگ کی پیداوار کے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ ایک مشترکہ کمان کا مرکز فونٹین بلو میں قائم ہو گیا ہے۔ اسلحہ اور تربیت کو ایک معیار پر لانے کے طریقے اختیار کر لئے گئے ہیں۔ نیز بری بحری اور فضائی فوجوں کی نقل و حرکت کے مشترکہ تجربات بھی ہو چکے ہیں۔

یاد رہے کہ معاہدہ برسلز ہی نے معاہدہ اوقیانوس کا راستہ ہموار کیا۔ مغربی یونین کے دفاع کے اخراجات کے بارے میں بعض اہم مسائل ابھی حل ہونے والے ہیں۔ اپریل کے وسط میں معاہدہ برسلز کے پانچوں ملکوں کے وزرائے خارجہ۔ وزرائے خزانہ اور وزرائے دفاع کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوگا۔

پنجاب میں زراعت پیشہ قبیلوں کے گروہوں کا تعین

لاہور ۵ اپریل ایکٹ انتقال اراضی پنجاب مجریہ سنہ ۱۹۰۰ء با ترمیم کی دفعہ ۴ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اور اس بارے میں حکومت پنجاب کے تمام مروجہ نوٹیفیکیشن کو منسوخ کرتے ہوئے گورنر پنجاب نے ایکٹ مذکورہ کی اغراض کے لئے پنجاب میں زراعت پیشہ قبیلوں کے حسب ذیل گروہوں کا تعین کیا ہے۔

(۱) تمام اشخاص جو بحیثیت مالک اراضی یا مزارعہ زمین رکھتے ہیں یا جو ضلع میانوالی کی تحصیلات میانوالی اور بھکر، ضلع مظفر گڑھ کی تحصیلات کوٹ ادو لیہ اور ضلع شاہ پور کی تحصیل خوشاب کو چھوڑ کر پنجاب میں کہیں عام طور پر سکونت پذیر ہیں انہیں زراعت پیشہ اقوام کی ایک جماعت تصور کیا جائیگا۔

(۲) تمام اشخاص جو بحیثیت مالک اراضی یا مزارعہ زمین رکھتے ہیں یا جو ضلع میانوالی کی تحصیلات میانوالی اور بھکر میں عام طور پر رہائش پذیر ہیں انہیں اس نوٹیفیکیشن کی تاریخ پر زراعت پیشہ اقوام کی ایک جماعت سمجھا جائے گا۔

(۳) تمام اشخاص جو بحیثیت مالک اراضی یا مزارعہ زمین رکھتے ہیں۔ یا جو ضلع مظفر گڑھ میں کوٹ ادو اور لیہ کی تحصیلوں میں عام طور پر اقامت گزین ہیں انہیں اس نوٹیفیکیشن کی تاریخ سے جماعت زراعت پیشہ اقوام تصور کیا جائیگا

(۴) تمام اشخاص جو بحیثیت مالک اراضی یا مزارعہ اراضی رکھتے ہیں، یا جو عام طور پر تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور میں سکونت پذیر ہیں۔ انہیں اس نوٹیفیکیشن کی تاریخ پر زراعت پیشہ جماعت متصور کیا جائے گا۔ (سرکاری اطلاع)

قرارداد تعزیت

فضل عمر ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج لاہور کا یہ غیر معمولی اجلاس محمود احمد جیلی متعلم سال اول کے محترم مکرم بابو عبدالعزیز صاحب کی ناگہانی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ مرحوم کو جنت فردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

(محمد اسلم باجوہ سال سوم سیکرٹری)

(بقیہ صفحہ ۵)

موجود نہیں تھے اور وہ صرف اسی زمانہ کی پیداوار ہیں؟ تو جب یہ ساری چیزیں (جو مسئلہ زمین کے بنیادی ارکان ہیں) قرون اولیٰ میں بھی اسی طرح موجود تھیں جس طرح کہ وہ اب موجود ہیں۔ تو پھر اس کی بے جوڑ مثال میں پرانے زمانہ کے تیر و تلوار کے مقابلہ پر موجودہ زمانہ کی توپ و بندوق کا ذکر کر کے میری دلیل کی تضحیک کرنا ہرگز کوئی باوقار جرح نہیں کہلا سکتی۔ لیکن بہرحال فاروقی صاحب کا قلم ان کے ہاتھ میں ہے اور مجھے اسے روکنے کا اختیار نہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ بے شک موجودہ زمانہ میں زمین اور زمین کا مالک اور کاشتکار اسی طرح موجود ہیں جس طرح کہ وہ پہلے زمانہ میں موجود تھے مگر لوگوں کے دل بدل چکے ہیں۔ تو محترم فاروقی صاحب جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے اب بھی وہی عرض کروں گا کہ اس صورت میں اس چیز کا علاج کیجئے جو بدلی ہے اور اس چیز کے پیچھے نہ لگئے جو نہیں بدلی۔ ورنہ میں ڈرتا ہوں کہ موجودہ شکست خوردہ ذہنیت کے نتیجہ میں آپ اشتراکیت کے سیلاب سے غیر شعوری طور پر مرعوب ہو کر اسلام کی ہر اس بات کو چھوڑتے چلے جائیں گے جو آپ کے خیال میں موجودہ زمانہ کے مناسب حال نہیں اور اس مرض کے علاج کی طرف توجہ نہیں دیں گے جو حقیقتاً اسلام کی روح کے مٹنے سے پیدا ہو رہی ہے۔ میں نے یہ الفاظ بڑے درد کے ساتھ لکھے ہیں کاش وہ اسی درد سے قبول کئے جائیں!

(باقی آئندہ)